خاندان مجددیہ کی دینی وعلمی خدمات

نادیہ عالم☆

حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ نے شرع کی ترویج، شریعت وطریقت کی تطبیق، سنت مطہرہ کی حمایت وترغیب، طریقہ نقشبندیہ کی پرجوش اشاعت، اسلامی فلسفے کا ارتقاء، بدعت کی مخالفت وغیرہ جیسے اہم کام سرانجام دیئے۔ آپؒ کا اہم ترین کام دین اسلام کا عام احیأ تھا۔ آپؒ کے بعد آپ کی اس جدوجہد اور آپ کی کاوشوں کو آگے بڑھانے، آپ کا نام روشن وپائندہ رکھنے میں آپؒ کے مکتوبات کے ساتھ آپ کے قابل اور لائق ورثا بھی شامل ہیں۔ آپؒ کے قابل فخر بیٹوں اور پوتوں نے آپؒ کے کام کو مسلسل آگے بڑھایا۔ انہوں نے امام ربانیؒ کے دینی اور علمی کام کو آپؒ کی تعلیمات کی روشنی میں نیک نیتی، خلوص اور محنت کے ساتھ آگے لے جانے کی بھرپور کوششیں کیں۔

انہوں نے نہ صرف آپؒ کے بعد آپؒ کے مدرسہ اور خانقاہ کو احسن طریقے سے آباد رکھا بلکہ اس کے ساتھ آپؒ کی پیروی میں اپنے مکتوبات کے ذریعے عوام وخواص کی اصلاح بھی کی۔ ان کے مکتوب علیہم میں عوام کے ساتھ علمأ، امرأ، شہزادے اور خود بادشاہ بھی شامل تھے۔ اس کے علاوہ تقریباً ان سب بزرگ شخصیات نے دینی مسائل میں کثیر موضوعات پر بہت سی تصانیف لکھ کر ہندوستان میں علمی ثقافت کا مرتبہ بہت بلند کر دیا۔ اگر ہندوستان میں تصوف کی تاریخ دیکھی جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ تمام سلاسل کی نسبت نقشبندیہ میں تصنیفی کام زیادہ ہوا ہے اور اس میں بھی حضرت امام ربانیؒ کی اولاد واحفاد کا بڑا ہاتھ شامل ہے۔ زیر نظر تحقیقی مقالے میں حضرت امام ربانیؒ کے صاحب زادوں اور پوتوں میں سے پانچ اہم شخصیات کی دینی وعلمی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ان میں خواجہ محمد سعید سرہندی، خواجہ محمد معصومؒ، خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ، خواجہ عبید اللہ مروج الشریعتؒ اور شیخ عبدالاحد وحدتؒ شامل ہیں۔

خواجہ محمد سعید سرہندیؒ

خواجہ محمد سعید سرہندی علیہ الرحمہ حضرت امام ربانیؒ کے دوسرے فرزند تھے۔ شعبان ۱۰۰۵ھ میں پیدا

☆پی۔ایچ۔ڈی سکالر، دی یونیورسٹی آف لاہور

ہوئے۔ محمد ہاشم کشمی ''زبدۃ المقامات ''میں آپؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

"بحسن مکارم اخلاق بل وفور احوال و کثرت فضائل و بشاشت وجه و نرمئ گفتار و صفائی کردار آراسته اند"([1])

(یعنی آپؒ مکارمِ اخلاق،احوال کی کثرت،فضائل کی فراوانی چہرے کی بشاشت، گفتگو کی نرمی اور کردار کی پاکی سے متصف ہیں)

حضرت امام ربانیؒ نے آپؒ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ جب آپؒ چار پانچ سال کے تھے کہ بہت بیمار ہوئے، بیماری کی حالت میں ایک دن میں نے ان سے پوچھا کہ کیا چاہتے ہو؟ بے اختیار ان کی زبان سے نکلا کہ میں حضرت خواجہ (باقی باللہؒ) کو چاہتا ہوں۔ میں نے جب یہ واقعہ حضرت خواجہؒ کی خدمت میں بیان کیا تو انھوں نے فرمایا کہ تمھارے بیٹے محمد سعید نے مستعدی دکھاتے ہوئے غائبانہ طور پر ہم سے نسبت حاصل کر لی ہے۔([2]) خواجہ باقی باللہؒ خواجہ محمد سعیدؒ پر اپنی خصوصی شفقت و عنایت رکھتے تھے۔ حضرت امام ربانیؒ کو مکتوبات تحریر فرماتے تو آپؒ کے لیے بھی اس میں دعا لکھتے۔

''خازن الرحمۃ''لقب تھا۔ سن شعور کو پہنچنے کے بعد والد صاحبؒ، بڑے بھائی خواجہ محمد صادقؒ اور والد گرامیؒ کے خلیفہ شیخ محمد طاہر لاہوریؒ سے علم حاصل کیا۔ سترہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر تدریس میں مشغول ہوئے۔ علوم ظاہری کی تحصیل کے زمانہ میں ہی والد گرامیؒ سے سلسلہ نقشبندیہ کی نسبت حاصل کی۔ ان کی صحبت میں کمالات باطنی حاصل کئے اور اعلی نسبتوں تک رسائی حاصل کی۔ والد گرامی نے اپنی زندگی میں ہی تعلیم و تدریس کے فرائض اور خدمت ارشاد آپؒ کے اور خواجہ محمد معصومؒ کے حوالے کر دی تھی اور فرماتے کہ ہر قطب کے واسطے دو امام درکار ہیں اور یہ دونوں میرے امام ہیں۔ آپؒ کے برادرِ اصغر خواجہ محمد معصومؒ نے ایک مکتوب بنام شیخ محمد خلیل اللہ (بھتیجے اور خوجہ محمد سعید کے بیٹے) میں آپؒ کے مناقب تفصیل سے بیان فرمائے ہیں:

'' بچپن سے ہی آثارِ قبول و کرامت ظاہر اور اطوار ولایت و نجابت ہویدا تھے۔ حضرت قطب الولایۃ خواجہ محمد باقی باللہؒ کے زمانہ حیات میں آپؒ چونکہ خورد سال تھے۔ اس لیے ان کی خدمت میں نہیں پہنچ سکے۔ لیکن حضرت خواجہ نے ان کے حق میں فرمایا تھا کہ محمد سعید ہمارا ہم پیشہ اور ہمکار ہے۔ اس نے ہوشیاری

کے ساتھ ہم سے غائبانہ نسبت حاصل کر لی ہے۔فِی الْمهدِ ینْطِقُ عَن سعادةِ جَدِّہ(یہ لڑکا گھوارے میں (ہی) اپنی سعادتِ بخت کو بیان کر رہا ہے)

آپؒ نے ظاہری و باطنی کمالات والد بزرگوار کی خدمت میں حاصل کئے ہیں۔سترہ سال کی عمر میں علومِ ظاہرہ، معقولہ و منقولہ کی تحصیل کو درجہ کمال تک پہنچا دیا۔والد بزرگوار کی طرح کمالِ تقویٰ سے آراستہ، سنت کی متابعت اور عزیمت پر عمل کے ساتھ مزین ہیں۔نرم کلامی، کامل تواضع، مہمانوں کی خبر گیری کا اہتمام کرنا، حاضر چیز کو خرچ کرنا اور اپنے وجود کی نفی کرنا پسندیدہ طریقہ ہے۔قرآن مجید کو سندِ عالی کے ساتھ تجوید سے سیکھا ہے اور حدیث نبوی ﷺ میں جید سند اور انتہائی اعلیٰ مرتبہ اور فقہی مسائل میں اعلیٰ درجہ کی استعداد رکھتے ہیں۔ والد گرامی کو جب کسی فقہی مسئلہ کی تحقیق کی ضرورت پیش آتی تو اکثر اوقات آپؒ سے ہی وضاحت طلب کرتے۔۔۔آپؒ والد کی زندگی میں ہی کمال و تکمیل کے مراتب کو پہنچ گئے تھے اور انکی زندگی میں ہی خلافت حاصل کر کے طریقہ کی تعلیم دینے اور طالبین کو راہ حق کی راہنمائی کرنے لگے تھے۔ عقلِ معاد کے ساتھ عقلِ معاش میں بھی درجہ کامل رکھتے تھے۔چنانچہ والد گرامی اکثر امور میں آپؒ سے مشورہ لیا کرتے اور آپؒ کی رائے کو پسند فرماتے تھے۔آپؒ کو حضرت والا کے پوشیدہ اسرار اور خاص معاملات کی بشارت دی گئی ہے اور وہ ان میں موجود ہیں۔۔۔(3)

آپؒ کو مناظرہ میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔اپنے دلائل سے مخالفین کو ساکت کر دیا کرتے تھے۔جب کبھی اکابرینِ ہند سے آپؒ کا مباحثہ ہوتا تو آپؒ سب پر غالب رہتے۔امام ربانیؒ نے آپؒ کے متعلق بہت سی بشارتیں دیں جو مکتوبات امام ربانی میں موجود ہیں۔انہوں نے آپؒ کو ”خلعتِ خُلت“ کی بشارت دی، علمأ راسخین، زمرۂ سابقین میں شامل کیا۔خازنِ رحمتِ الٰہی کا لقب دیا۔خواجہ محمد سعید کبھی کسی تقریب کے سلسلے میں شاہجہاں کے دربار میں جاتے تو علمأ و فضلأ کی موجودگی کے باوجود وہ صرف آپ سے ہی مسائل کا استفسار کرتا۔(4)

زیارتِ حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوئے۔وہاں کے حالات و واقعات کو آپؒ کے بیٹے شیخ عبدالاحد وحدتؒ نے اپنے عربی رسالہ ” لطائف المدینہ “میں قلم بند کیا ہے۔اورنگزیب عالمگیرؒ آپؒ سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔انہوں نے کئی بار آپؒ کو اپنے پاس بلوایا۔آخری عمر میں بھی عالمگیرؒ نے آپؒ کو اصرار

سے دہلی بلوایا۔ آپؒ بھی بادشاہ کے اخلاص کو مدِ نظر رکھ کر تشریف لے گئے۔ وہیں آپؒ کی بیماری شروع ہوئی اور علاج کے باوجود روز بروز بڑھتی گئی۔ آپؒ نے اپنے وقتِ آخر کو محسوس کرتے ہوئے بادشاہ سے رخصت لی اور سرہند روانہ ہوئے مگر دہلی سے ابھی چھتیس میل دور سنبھالکہ (5) کے علاقہ میں پہنچے تھے کہ ۲۷-جمادی الآخر ۱۰۷۰ھ/۱۶۶۰ء کو وفات پائی (6)۔ وہاں سے سرہند لا کر امام ربانیؒ کے احاطہء مزار میں دفن کیا گیا۔

تصانیف اور مکتوبات

آپ نے تصانیف میں رسائل ومکتوبات کے علاوہ معتبر کتب کے حواشی اور تعلیقات بھی مرتب کیے ہیں۔

☆**تعلیقات مشکوٰۃ المصابیح:** آئمہ حنفیہ کی مآخذ احادیث کی صحت اور اہمیت پر بہت کاوش سے تحقیق کی ہے اور مذہبِ حنفی کی دلائل وشواہد اور لطافت سے تائید وحمایت کی ہے۔ (7)

☆**حاشیہ علی حاشیہ خیالی** : حاشیہ خیالی پر بہت متین حاشیہ لکھا۔ اس میں آپؒ نے اپنے خاص دقائق درج کیے ہیں۔ اس کے مطالعے سے علمائے وقت نے آپؒ کے علمی مرتبے کا اعتراف کیا ہے اور آپ کی علمیت کے بہت معتقد ہوئے ہیں۔ (8)۔

☆**رسالہ رفع سبابہ:** رفع سبابہ کی ممانعت میں تحریر کیا۔ اس میں انھوں نے تشہد میں سبابہ نہ اٹھانے کے متعلق مذہبِ حنفیہ کا اختیار کردہ اصول یہ لکھا ہے کہ اولیت، سبابہ کے نہ اٹھانے کو حاصل ہے۔ یہ رسالہ آپؒ نے والد کی زندگی میں ہی تحریر کیا تھا۔ اس رسالے کا ذکر حضرت مجددؒ نے اپنے مکتوب بنام میر محمد نعمانؒ (۳۱۲/۱) میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں (میرے فرزند محمد سعید (عدم) رفع سبابہ پر ایک رسالہ لکھ رہے ہیں، تیار ہونے پر انشاءاللہ ارسال کیا جائے گا) حضرت مجددؒ کا خود بھی اسی بات پر عمل تھا۔

☆**تحقیقات:** تصوف اور فقہ سے متعلق کتاب ہے۔ اس میں محمد یوسف کے نام مکتوبات اور مختلف مضامین شامل ہیں (9)۔ اس کا ایک مخطوطہ مدینہ منورہ میں مکتبہ عارف حکمت میں موجود ہے۔ ڈاکٹر غلام مصطفی خان نے ''زبدۃ المقامات اور حضرات القدس'' کے اردو تراجم میں اسے آپؒ کی تالیفات میں سے لکھا ہے۔ (10)

☆**مکتوباتِ سعیدیہ:** یہ مکتوبات آپؒ کے بیٹے علامہ محمد فرخ نے جمع کیے۔ اس مجموعہ میں سو (۱۰۰) مکاتیب ہیں۔ جو آپؒ نے اپنے والد گرامی، ساتھیوں، بھائیوں، بیٹوں، بھتیجوں اور پوتوں کے علاوہ بادشاہ

اور امراء کو لکھے ہیں۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے نام ۹-مکتوبات ہیں۔ ان مکاتیب میں اسے اس کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا ہے، ہندوستان میں اسلام کی زبوں حالی کا ذکر کیا ہے اور ترویجِ شریعت کے لیے اہم ہدایات لکھی ہیں۔ کفار کے خلاف ان کی جنگی مہموں کو اسلامی جہاد قرار دے کر ان کے متعلق احادیث مبارکہ لکھی ہیں۔ اس کے علاوہ آپؒ نے والیٔ یمن امام اسمٰعیل، مرزا عبدالرحیم خان خاناں اور جان جاناں بیگم بنت مرزا عبدالرحیم خان کو مکاتیب لکھے ہیں۔ مکتوبات سعیدیہ اکثر فارسی زبان میں اور کچھ خالص عربی زبان میں ہیں۔ آپؒ کی عربی زبان بلند پایہ اور فصیح و بلیغ اور اہل زبان کی مانند ہے۔ مجموعہ مکاتیب آپؒ کے بیٹے مولانا محمد فرخؒ نے مرتب کیا تھا، سنِ ترتیب مذکور نہیں۔ یہ مجموعہ مکاتیب فارسی متن میں لاہور سے ۱۳۸۵ھ میں حکیم سیفی مرحوم نے شائع کیا تھا۔ مگر تاحال اس کا اردو ترجمہ نہیں ہو سکا۔

خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ

خواجہ محمد معصومؒ امام ربانی شیخ احمد سرہندیؒ کے تیسرے فرزند اور جانشین ہیں۔ ولادت باسعادت ۱۱ شوال المعظم ۱۰۰۷ھ /۱۵۹۹ء کو سرہند سے دو میل دور بستی ملک حیدر میں ہوئی۔ (11)۔ والد نے ان کی پیدائش کو اپنے لیے بہت مبارک مند قرار دیا کہ ان کی ولادت کے کچھ ہی عرصہ بعد وہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ کنیت ''ابوالخیرات'' اور دو القاب ''مجد الدین'' اور ''عروۃ الوثقیٰ'' تھے۔ لڑکپن میں ہی امام ربانیؒ آپؒ کی اعلیٰ استعداد کی تعریف کیا کرتے تھے فرماتے کہ یہ لڑکا ''محمدی المشرب'' ہے اور محبوبیتِ ذاتی سے سرفراز ہے (12)۔

زیادہ تر علومِ عقلیہ و نقلیہ اپنے والد محترم سے، کچھ بڑے بھائی خواجہ محمد صادق اور شیخ طاہر لاہوریؒ سے پڑھے۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید مع قرأت و تجوید حفظ کیا۔ سولہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ ساتھ ہی گیارہ برس کی عمر سے طریقہ نقشبندیہ کی تحصیل بھی شروع کر دی تھی یوں علوم ظاہری اور علوم باطنی کی تحصیل اکٹھا ہونے لگی۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد تدریس کا آغاز کیا۔ مگر ساتھ ہی متوجہ بباطن رہتے ہوئے اور عنائتِ الٰہی سے اپنے والد بزرگوار کے احوال و اسرارِ خاصہ سے حظِ وافر حاصل کیا۔ امام ربانیؒ بھی آپؒ کی ترقی کے لیے برابر کوشاں رہتے۔ انھوں نے آپؒ کو اپنی صحبت میں رکھتے ہوئے اپنی خلوتوں اور جلوتوں میں اپنا مونس اور دمساز بنالیا تھا۔ تاکہ آپؒ کو اپنے کمالات اور خصائص سے نوازیں۔

والد گرامی نے آپ کو" خلعتِ قیومیت" عطا کی اور بہت فضائل و مناقب بیان فرمائے کہ آپ کو اصالت و محبوبی عطا ہوئی، فرمایا کہ آپ زمرۂ سابقین میں سے ہیں وغیرہ(13)۔ والد گرامی قدر کے بعد ۱۰۳۴ھ/۱۲۲۴ء کو مسندِ ارشاد و قیومیت پر فائز ہوئے۔ اسی دن پچاس ہزار آدمیوں نے آپؒ سے بیعت کی۔ جن میں دو ہزار امام ربانیؒ کے خلفأ تھے۔ ہندوستان کے علاوہ ماوراُالنہر اور دوسرے علاقوں کے لوگوں نے بھی بیعت کی۔ یہ سلسلہ مسلسل تین سال تک جاری رہا۔ آپؒ کی زندگی کا مقصد والد گرامی کے مشن کو کامیاب بنانااور سلسلہ مجددیہ کو ترقی دینا تھا،اس لیے آپؒ نے اکابرین سلسلہ نقشبندیہ کی طرح ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سلاطین وامرأ سے روابط منقطع نہیں کیے۔ بلکہ ان سے روابط کے ذریعے تبلیغ وارشاد کے کام کو مزید وسعت دی۔ دین کی سربلندی، حفاظت اور ترویج کے لیے خواجہ محمد سعیدؒ کے ساتھ دارا شکوہ اور اورنگ زیب کی باہمی لڑائی میں عالمگیر کا ساتھ دیا۔

کم و بیش نولاکھ مرید تھے، جن میں سے سات ہزار کو خرقۂ خلافت حاصل ہوا۔ آپ کی نسبت یہ بھی مشہور ہوا کہ اورنگزیب عالمگیرؒ نے آپ سے بیعت کی تھی۔ یہ بات تو پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی لیکن عالمگیرؒ آپؒ کا اور آپؒ کے بھائیوں کا قدردان ضرور تھا۔ آپؒ نے اپنے بیٹے شیخ سیف الدین کو عالمگیرؒ کے دربار و لشکر میں ارشاد و ہدایت کے لیے بھیجا اور عالمگیرؒ نے ان کے ارشادات کو توجہ اور ادب سے سنا۔ آپؒ کی تمام تر کوشش ترویج شریعت اور احیائے سنت کے لیے تھی۔ والد گرامی کی طرح آپؒ نے بھی بصیرت افروز مکتوبات کا سلسلہ جاری رکھا۔ برصغیر سے باہر بھی حکمرانوں کو خطوط لکھے۔ اکثر و بیشتر مغل امرأ آپؒ سے بیعت تھے۔ خواجہ محمد معصومؒ نے سرہند کو علم و عرفان اور ارشاد و تلقین کا مرکز بنادیا(14)۔

۲۷-ذوالحجہ ۱۰۲۱ھ/۱۸-فروری ۱۶۱۳ء کو میر صفر احمد رومی (15) کی صاحب زادی رقیہ سے لاہور میں نکاح ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے آپ کو چھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں عطا فرمائیں۔ آپؒ کے صاحبزادوں میں خواجہ محمد صبغۃ اللہؒ، خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ، خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعتؒ، خواجہ محمد اشرفؒ، خواجہ سیف الدین اور خواجہ محمد صدیق شامل ہیں۔ صاحبزادیوں میں امۃ اللہ بیگم، عائشہ بیگم، عاقلہ بیگم، عارفہ بیگم اور صفیہ بیگم ہیں۔ آپؒ کے خلفاء کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ ان میں سے کچھ کا ذکر مقامات معصومی میں مولف میر صفر احمد

معصومی نے کیا ہے۔ کتاب کی مفتاح نہم میں انہوں نے حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے عالی مقام خلفاء کا تذکرہ کیا ہے۔اس بارے میں لکھتے ہیں کہ :

"تعداد مریدان ایشاں ہم در علم ممکن مخلط نمی گردد و مجازان ایشاں ہم زیادہ از حد شمار آری خلفائی اکابر را شنیدہ ام کہ قریب بہ چہار صد بودہ کہ حدود اربعہ را منور گردانیدہ "(16)

" ان کے مریدین کی صحیح تعداد اتنی زیادہ ہے کہ شمار دشوار ہے اور اجازت یافتگان کا شمار بھی اسی طرح ہے۔ ہاں البتہ سنا ہے کہ ان کے اکابر خلفاء تعداد میں چار سو کے قریب تھے۔ کہ جن سے حدود اربعہ (چہار دانگ عالم) منور ہوئے"

مقامات معصومی کی مفتاح نہم میں میر صفر احمد معصومی نے خواجہ محمد معصومؒ کے تقریباً سو خلفاء کا ذکر کیا ہے۔ان میں قرآن کے پاروں کی تعداد کے برابر تیس کنز میں تیس اکابر خلفاء کرام کا تذکرہ کیا ہے اور پھر ذیل میں ساٹھ سے زائد خلفاء کا ذکر ہے۔ جن میں بادشاہ، شہزادے، امراء اور نواب بھی شامل ہیں۔ ۶۹- سال کی عمر میں بروز ہفتہ ۹- ربیع الاول ۱۰۷۹ھ /۱۶۶۸ء آپؒ کا وصال ہوا۔ مزار شریف سرہند میں ہی ہے۔

تصانیف: آپ کی تصنیفات میں چند رسائل اور تین دفاتر میں مکتوبات ملتے ہیں۔

☆**مکاشفات غیبیه:** اس رسالے میں آپؒ نے کے مکاشفات تحریر کئے ہیں۔

☆**رساله در یومی و لیلی:** اذکار و معمولات پر آپؒ نے دو رسائل تالیف کئے تھے۔ کلاں اور خورد۔ یہ رسالہ کلاں ہے۔اس میں آپؒ نے اذکار یومی ولیلی، فضیلتِ درود، اور ہر دعا کی فضیلت کے سلسلے میں وادر ہونے والی احادیث مع فارسی ترجمہ شامل کیں۔(17)

☆**اذکار معصومیه:** اذکار کے موضوع پر یہ آپؒ کا دوسرا رسالہ ہے۔اس کا متن" اذکار معصومیہ" کے نام سے حکیم عبد المجید سیفی نے لاہور سے ۱۳۸۴ھ میں شائع کیا۔اس کا اردو ترجمہ مولانا نازوار حسین کی کتاب "انوار معصومیہ" میں شامل ہے۔

☆**رساله در اصطلاحات نقشبندیه:** آپؒ نے احباب کی درخواست پر سلسلۂ نقشبندیہ اصطلاحات پر ایک مستقل رسالہ تالیف کیا۔اس کا ذکر آپؒ نے اپنے مکتوبات کی تیسرے دفتر کے مکتوب ۲۰۷ میں کیا ہے۔

☆**رسالہ در آداب صوفیہ**:آپؒ اپنے مکتوب(۲/۱۱۰-۱۹۰) میں لکھتے ہیں کہ حضرت مجددؒ کا آداب صوفیہ کے موضوع پر ایک مستقل رسالہ موجود ہے میں بھی ارادہ کر رہا ہوں کہ آداب صوفیہ کو جمع کروں۔

☆**بیاض خواجہ معصومؒ**:اس بیاض میں آپؒ نے اپنے والد گرامی کے وہ اسرار و مکاشفات تحریر کئے ،جو انھوں نے نہ تو اپنے خلفاء کے سامنے بیان کئے تھے اور نہ ہی عموماً وہ ان اسرار کا اظہار کرتے تھے۔بعد میں آپؒ اپنے مکاشفات بھی اسی بیاض میں درج کرتے رہے۔اس بیاض کا ذکر محمد ہاشم کشمیؒ نے ''زبدۃ المقامات'' میں بھی کیا ہے۔اسی بیاض سے مولانا بدرالدین سرہندیؒ نے بھی ''حضرات القدس'' کی تالیف میں استفادہ کیا تھا۔دیکھیں ''حضرات القدس'' حضرت ششم([18])۔

☆**یواقیت الحرمین**:اس میں آپؒ کے ان مکاشفات اور ملفوظات کو جمع کیا گیا ہے جو آپؒ نے آغازِ سفر حرمین شریفین (۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء)، قیام حجاز اور ہندوستان کی طرف واپسی کے دوران بیان فرمائے۔اسے آپؒ کے صاحبزادے مروج الشریعت محمد عبید اللہ نے فصیح عربی زبان میں قلمبند کیا۔آپؒ نے اس کا مطالعہ کیا تو امام ربانیؒ کے مزار پر حاضری دی تاکہ اس تحریر کے بارے میں حضرت مجددؒ کی مرضی معلوم کریں۔مکاشفہ میں دیکھا کہ بطور انعام ایک شخص جس کے اپنے سر پر جواہرات سے مرصع تاج تھا،دو جواہرات و یواقیت سے بھرے دو تھال لایا ہے۔اسی کی مناسبت سے اس مجموعہ کا نام '' یواقیت الحرمین'' تجویز کیا گیا۔

☆**حسنات الحرمین**:یہ آپؒ کے ملفوظات '' یواقیت الحرمین'' کے فارسی ترجمہ کا نام ہے۔یہ مشروح فارسی ترجمہ محمد شاکر بن ملا بدرالدین سرہندی نے ۱۰۷۱ھ میں مکمل کیا اور اسے ''حسنات الحرمین'' کا نام دیا۔

☆**مقامات احمدیہ و مناقب حضرات المعصومیہ**:اس میں آپؒ کے مکاشفات ،کرامات اور ملفوظات شامل ہیں۔یہ کتاب بھی آپؒ کے قیام حرمین شریفیں کے دوران قلم بند کی گئی۔مؤلف مولانا محمد امین بدخشیؒ بن علی الدین جہانگیر ([19])ہیں۔پہلے انھوں نے یہ کتاب عربی زبان میں لکھی تھی پھر اس کا فارسی زبان میں ترجمہ اور خلاصہ بھی کیا۔اس کا اردو ترجمہ لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

☆**مکتوبات**:آپؒ کے والد بزگوارؒ کی طرح یہ مکتوبات بھی تین دفاتر میں ہیں۔مجموعی طور پر یہ چھ سو باون (۶۵۲)مکتوبات ہیں۔([20])

دفتر اول : یہ دفتر آپؒ کے صاحبزادے مروج الشریعت محمد عبید اللہؒ (۱۰۳۸ھ-۱۰۸۳ھ) نے مرتب کیا۔ ''جمع کمالاتِ نبوت'' اور ''درۃ التاج جاوید'' سے اس دفتر کا سنِ ترتیب ۱۰۶۳ھ برآمد ہوتا ہے۔ اس میں دو سو انتالیس (۲۳۹) مکتوبات ہیں۔ یہ دفتر ۱۰۶۳ھ یا ۱۰۶۴ھ میں مدون ہو کر رائج ہو چکا تھا۔ (21) کیونکہ خواجہ معصومؒ مکتوباتِ امام ربانی کا درس اہتمام سے دیتے تھے، ساتھ ہی اسی درس میں اپنے مکتوبات کا پہلا دفتر بھی پڑھوا کر سنتے تھے۔ یہ دفتر مطبع نظامی، کان پور سے ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء میں طبع ہوا اور پھر ڈاکٹر غلام مصطفی خان کے اہتمام سے ۱۹۷۶ء میں کراچی سے شائع ہوا۔ (22)

دفتر دوم: ۱۰۷۲ھ/۱۶۶۲ء میں حضرت خواجہؒ کے خلیفہ میر شرف الدین حسین بن میر عماد الدین نے بحکم خواجہ محمد سیف الدین مرتب کیا۔ اس دفتر کا تاریخی نام '' وسیلۃ السعادت'' ہے اور اس میں ایک سو اٹھاون (۱۵۸) مکاتیب ہیں۔ جامع مکتوبات نے ایک فصیح و بلیغ خطبے کا بھی اضافہ کیا ہے۔ یہ دفتر پہلی مرتبہ ظہور پریس لدھیانہ سے ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں طبع ہوا۔ دوسری مرتبہ اس کا متن ڈاکٹر غلام مصطفی خان نے تینوں دفاتر کے ساتھ شائع کیا تھا۔

دفتر سوم: ۱۰۷۳ھ/۱۶۶۳ء میں حضرت خواجہؒ کے خلیفہ حاجی محمد عاشوری بخاری (23) نے آپ کے بیٹے محمد حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانیؒ کے ایما پر مدون کیا ''مکاتبات کتبِ زمان'' سے اس دفتر کا سال تکمیل برآمد ہوتا ہے۔ اس دفتر میں دو سو پچپن (۲۵۵) مکتوبات ہیں۔ یہ تیسرا دفتر ۱۰۷۳ھ میں مرتب ہو گیا تھا مگر اس کے خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ جامع اس کے بعد بھی حضرت خواجہؒ کے وصال تک اس میں مکتوبات جدیدہ کا اضافہ کرتے رہے۔ اس دفتر کا فارسی متن پہلی مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری کی تصحیح و اہتمام سے مطبع مجددی امرتسر سے طبع ہوا۔ مکتوباتِ معصومیہ کے تینوں دفاتر کا اردو ترجمہ سید زوار حسین شاہ صاحب نے کیا جسے ادارہ مجددیہ کراچی نے ۱۹۷۸ء-۱۹۸۰ء میں شائع کیا۔ مکتوباتِ معصومیہ کے بہت سے خصائص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے معارف کی تشریحات بطریق احسن کی گئی ہیں۔ دوسرے یہ مکتوبات حضرت خواجہ معصومؒ کے سوانحی مواد کے سلسلے میں اولین ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (24)

خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانیؒ

حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ، خواجہ محمد معصومؒ کے دوسرے فرزند ہیں۔ جمعہ ۷۔رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ /۱۳۔جون ۱۶۲۵ء کو سرہند میں پیدا ہوئے۔([25]) والد گرامی نے" محمد نقشبند "نام رکھا اور "شرف الدین "لقب مقرر کیا۔ مگر آپؒ نے اپنے لقب "حجۃ اللہ " سے زیادہ شہرت پائی جو آپؒ کو بذریعہ الہام عطا ہوا تھا۔ آپؒ کے دادا حضرت امام ربانیؒ نے اپنے مرض موت میں آپکےؒ والد خواجہ محمد معصومؒ سے فرمایا تھا کہ اس سال میرے وصال کے بعد تمھارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو عجائب روزگار اور صاحب معارف و اسرار ہوگا، بہت سے اصحاب اس کے فیض بخش آثار سے ولایت کی سعادت حاصل کریں گے۔([26]) آپؒ نے ابتدائی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی۔ سب سے پہلے قلیل مدت میں قرآن مجید حفظ کیا بعد ازاں دوسرے تمام متداولہ دینی علوم حاصل کئے۔

مروجہ کتب کی تعلیم کے ساتھ ہی والد کی خدمت میں علم باطنی بھی حاصل کرنا شروع کر دیا۔ بیشتر کتب اپنے چچا خواجہ محمد سعیدؒ (م ۱۰۷۱ھ) کے حضور بہت باریک بینی کے ساتھ پڑھیں۔ آپؒ ایسی دقت اور تحقیق سے پڑھتے تھے کہ خواجہ محمد سعیدؒ کہا کرتے کہ ملا خواجہ (محمد نقشبند ثانی) میرے پاس پڑھانے آتے ہیں نہ کہ مجھ سے پڑھنے۔ منتہیانہ کتب سلطان پور جاکر جامع العلوم ملا بدر الدین سلطان پوریؒ (م ۱۰۸۱ھ/۱۶۷۰ء) ([27]) سے پڑھیں ([28])۔ ظاہری و باطنی دونوں علوم میں غایت درجہ کا کمال حاصل کر کے مسند ارشاد پر تشریف فرما ہوئے۔ صاحب کشف بزرگ تھے، والد گرامی خواجہ محمد معصومؒ آپؒ کے کشف پر کامل اعتماد رکھتے تھے ([29]) انہوں نے اپنی قیومیت کے اکتالیسویں سال ۱۰۷۴ھ میں آپ کو قطب الاقطاب اور قیومیت کی بشارت دی، فرمایا:

"جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے خلعت قیومیت سے سرفراز فرمایا، الحمد للہ کہ وہ خلعت آپ کو بھی عطا ہوئی لہذا مبارک ہو"([30])

آپؒ امام ربانیؒ کے خاندان کی ممتاز اور برگزیدہ شخصیت تھے۔ اپنی زندگی میں خلقت کی دعوت و ارشاد سے بہت معروف ہوئے اور بے شمار طالبین حق آپؒ کے فیوض سے نفع حاصل کر کے اعلیٰ مقامات پر

پہنچے۔عالمگیرؒ(م ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء) بھی آپؒ سے مستفیض ہوئے۔عالمگیرؒ نے شاہی خاندان کی باطنی تربیت کے لیے اورنگ آباد دکن میں ایک حویلی تعمیر کروائی تھی، جس میں شاہی خاندان اور امراء کے ساتھ ان کی خواتین بھی آپؒ سے باطنی تربیت حاصل کرتی تھیں۔(31) آپؒ نے ایک بار اپنے بعض حقائق و معارف اپنے والد گرامی خواجہ محمد معصومؒ(م ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۸ء) کو بیان فرمائے تو انھوں نے ارشاد فرمایا:

"یہ اسرار مقطعات قرآنی ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ پر ظاہر فرمائے تھے،اب آپ کو ان سے آگاہی بخشی ہے" (32)

والد گرامی کے وصال کے بعد ۱۱-ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو مسند ارشاد سنبھالی تو یہ عالم ہوا کہ ہر روز چار پانچ سو آدمی مرید ہوتے۔ بڑے بڑے مشائخ و علما آپ کے مرید ہوئے۔ مختلف ممالک سے بڑی تعداد میں لوگ آکر خدمت میں حاضر ہوئے۔ مجلس اقدس کا اس قدر دبدبہ ہوتا کہ بادشاہ و امرا کو بھی بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔اورنگزیب عالمگیرؒ(م ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء) کو آپؒ سے بے پناہ عقیدت تھی۔اس نے آپؒ کو کئی مرتبہ اپنے پاس ٹھہرایا۔دوسرے حج کے موقع پر تقریباً ایک سال مسلسل پاس رکھا۔ آپؒ نے بھی بادشاہ پر خصوصی عنایات فرمائیں۔ آپؒ کے بادشاہ کے نام انیس مکاتیب ہیں۔ جن میں آپؒ نے بادشاہ کو بہت بامعنی القاب سے مخاطب کیا اور ان مکتوبات میں بادشاہ کی تائید دین اسلام اور اتباع سید المرسلین ﷺ پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔(33)

آپؒ کو تین مرتبہ حج کی سعادت حاصل ہوئی۔دو شادیاں ہوئیں۔ پہلا نکاح پھوپھی زاد سے ہوا اور آپؒ کی اکثر اولاد انہی کے بطن مبارک سے ہوئی۔ ۲۷-ربیع الاول ۱۰۸۰ھ/۱۵-اگست ۱۶۶۹ء کو آپؒ کا دوسرا نکاح خراسان کی بہت معروف شخصیت سید میر عبداللہؒ کی دختر عائشہ بیگم سے ہوا۔(34)اولاد میں چھ فرزند ۱-شیخ ابوالاعلیٰ(ابوالعلی) ۲-شیخ محمد عمر ۳-شیخ محمد کاظم ۴-عبدالرحمن ۵-عبدالرحیم ۶-میر عبداللہ اور دو صاحبزادیاں امت الکریم اور امت القیوم المعروف جیونی بیگم تھیں۔

آخری عمر میں آپؒ کو پاؤں کے درد اور خفقان کا عرضہ لاحق ہوا۔کچھ روز بیماری نے شدت اختیار کی۔پینتیس سال تک مسلسل ارشاد و ہدایت کے بعد ۸۱ سال کی عمر میں شب جمعہ ۹-محرم الحرام ۱۱۱۵ھ/۱۴ مئی-۱۷۰۳ء کو سرہند میں رحلت فرمائی۔تاریخ وصال میں اختلاف پایا جاتا ہے۔(35)آپؒ کو خواجہ معصومؒ کے

گنبد سے شمال کی طرف تین نیزے کے فاصلے پر دفن کیا گیا۔ بعد میں اس پر عالی شان گنبد تعمیر کیا گیا ہے، جس میں چار قبریں ہیں ایک آپؒ کی، دوسری آپؒ کی اہلیہ محترمہ کی، تیسری آپؒ کے صاحبزادے حضرت محمد عمرؒ کی اور چوتھی قبر آپؒ کی صاحبزادی کی ہے۔ (36)

تصانیف: آپ کی تصانیف میں چند رسائل اور مکتوبات کا ایک مجموعہ" وسیلة القبول الی الله والرسول" شامل ہیں۔

۱-رساله در تحقیق گناہاں صغیره و کبیره و نصائح: یہ فارسی رسالہ اپنے ایک مکتوب (۱۶، حصہ اول) کے ساتھ عالمگیرؒ (م۱۱۱۸ھ) کو ارسال فرمایا تھا۔

۲-رساله در تحقیق توبه و مراتب آں: یہ فارسی رسالہ بھی آپؒ نے عالمگیرؒ (م۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء) کے لیے تحریر فرمایا تھا۔

۳-رساله در شرح اسمای حسنیٰ و بیان فضیلت و اجر قاری: یه فارسی رساله بھی عالمگیرؒ کے لیے تحریر فرمایا تھا۔

۴-رساله فضیلت ذکر خفی: خواجہ محمد معصومؒ (م۱۰۷۹ھ) کی وفات کے بعد سید محمد یوسف گردیزی (م۱۱۹۰ھ) سرہند حاضر ہوئے تو انہوں نے آپؒ سے ذکر خفی کی ذکر جہر پر فضیلت کے بارے میں سوال کیا۔ جس پر آپ نے یہ رسالہ ۱۰۸۰ھ/۱۶۶۹ء میں تالیف فرمایا۔ فصیح عربی زبان میں یہ رسالہ آیات کریمہ، احادیث مبارکہ اور اکابرین کے اقوال سے مزین تھا۔ لکھتے ہیں کہ "ان دونوں اذکار (خفی و جہر) میں ایک کو ترجیح ضرور دی گئی ہے۔ بہرحال ذکر جس طرح بھی کیا جائے وہ اولیٰ وافضل امر ہے"

۵-رساله ردمخالفین حضرت مجدد

۶-رساله تحفهٔ سلوک: اس فارسی رسالے کا ایک قلمی نسخہ نیشنل میوزیم، کراچی میں محفوظ ہے۔

۷-وسیلة القبول الی الله والرسول: خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ کے ۱۹۸-مکتوبات کا مجموعہ ہے۔ ہیں۔ مولانا عماد الدین محمد نے آپؒ کے پوتے اور جانشین خواجہ محمد زبیرؒ کے ارشاد پر جمع کر کے "وسیلة القبول الی الله والرسول ﷺ" کے تاریخی نام سے موسوم کیا۔ اس نام کے اعداد سے اس مجموعے کا سال تدوین برآمد ہوتا

ہے اور یہ آپؒ کا سن وفات بھی ہے۔ یہ مجموعہ مکاتیب اس زمانے کی تاریخ کا ایک اہم ماخذ ہے۔ اس میں مشائخ سرہند کے عالمگیرؒ اور امرائے وقت سے روابط کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔(37) آپؒ نے فارسی عبارت میں جابجا قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ سے استشہاد کیا ہے۔ حسب ضرورت اشعار لکھے ہیں لیکن ان کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے۔

آپؒ نے اپنے والد گرامی، بھائیوں، بیٹوں، بھتیجوں، مریدین اور دیگر اہم دینی شخصیات کے علاوہ بادشاہ، شہزادوں اور اہم سیاسی لوگوں کو بھی مکاتیب لکھے ہیں۔ ان میں ۱۲۰ مکتوبات پر مکتوب الیہ کا نام لکھا ہوا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ نے انتالیس (۳۹) لوگوں کو مکاتیب لکھے ہیں۔ جبکہ اٹھتر (۷۸) مکتوبات ایسے ہیں جن پر مکتوب الیہ کا نام موجود نہیں ہے۔ ڈاکٹر غلام مصطفی خان صاحب (م۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء) نے اس مجموعے کا فارسی متن پہلی بار ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء میں شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد سے دو حصوں میں شائع کیا۔ فارسی طباعت کے حصہ اول میں ۱۳۰- اور حصہ دوم میں ۶۸- مکاتیب شامل ہیں۔ دوسری مرتبہ یہ فارسی مجموعہ ڈاکٹر غلام مصطفی خان کی تصحیح متن کے ساتھ ہی ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء میں نیشنل کونسل فار فزیکل تھراپی اینڈ الائیڈ سائنسز، کراچی سے طبع ہوا۔ اس کا اردو ترجمہ محمد نذیر رانجھا نے ۲۰۱۲ء میں کیا۔ الفتح پبلیکیشنز راولپنڈی نے شائع کیا۔ مترجم نے ایک مفصل مقدمہ تحریر کیا اور ساتھ تخریج آیات واحادیث مبارکہ بھی کی ہے۔

خواجہ عبیداللہ مروج الشریعتؒ

آپؒ خواجہ محمد معصومؒ کے تیسرے فرزند ہیں۔ ۲۱- شعبان ۱۰۳۷ھ (38) کو پیدا ہوئے۔ خواجہ محمد معصومؒ نے آپؒ کا اسم گرامی ''محمد عبید اللہ''، لقب ''بہاء الدین'' اور کنیت ''ابو العباس'' مقرر کی۔ والد بزرگوار کو آپؒ سے بڑی محبت تھی۔ کثرت محبت سے وہ آپؒ کو حضرت جیو صاحب یا میاں صاحب کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ وہ فرماتے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تیرے فرزند میری طرح ہوں گے اور ان فرزندوں سے مراد محمد نقشبندؒ اور محمد عبید اللہؒ ہیں۔ مراقبہ میں آپؒ کو ''مروج الشریعت'' کا خطاب الہام ہوا اور اسی لقب سے زیادہ مشہور ہوئے۔ ایام طفولیت سے ہی آثارِ رشد ظاہر تھے۔ صاحب مقامات معصومی ان کے تعارف میں لکھتے ہیں کہ :

"در سن ہفت سالگی بودند کہ مولانا عبدالحکیم بہ سرہند رسیدہ --- طفل ہفت سالہ بہ جواب شافی تسلی بخشید"(39)

(آپؒ سات سال کے تھے کہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی سرہند تشریف لائے انہوں نے آپؒ سے سوال کیا کہ دل ایک پارچہ گوشت ہے وہ کس طرح ذکر کرتا ہے کہ گویائی کی صفت تو زبان ہے؟ آپؒ نے فی الفور جواب دیا کہ زبان بھی ایک پارچہ گوشت ہے جس قادر مطلق نے اس کو صفت گویائی عطا کی کیا وہ دل کو یہ صفت نہیں دے سکتا؟ ملا سیالکوٹیؒ یہ سن کر آپؒ کے بہت ہی معتقد ہو گئے کہ سات سالہ بچے کے جواب نے مجھے تسلی بخشی ہے)

حافظے کا یہ عالم کہ صرف ایک ماہ میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا، یوں کہ آپؒ رمضان شریف میں روزانہ ایک پارہ حفظ کرتے اور رات کو سنا دیتے تھے۔ علوم دینی کی تحصیل آپؒ نے اپنے چچا محمد سعیدؒ اور جامع العلوم ملا بدالدین سلطان پوریؒ کی خدمت میں کی۔ والد گرامؒ کی آخری عمر میں ان سے صحیح مسلم بھی پڑھی۔ باطنی تعلیم اپنے والد گرامی قدر سے حاصل کی اور تمام مقامات نقشبندیہ طے کرنے کے بعد ان سے اجازت و خلافت پائی۔ علم و عمل اور تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔ خواجہ معصومؒ آپؒ سے فرمایا کرتے تھے کہ میرا اور تمھارا عروج و نزول برابر ہے۔ نیز وہ اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرماتے کہ تم میرے ساتھ اس طرح جاتے ہو۔ صاحب کشف تھے اور والد گرامی کے اسرار و معارف کی بہت واقفیت رکھتے تھے۔ اتنی کہ خواجہ معصومؒ اپنے تمام معاملات میں آپؒ کی مرضی معلوم کرنا چاہتے تھے۔

"فرمودند کہ مزاج دانی ما در جمیع کاروبار بہ فرزندی میاں حضرت مسلم است---و رائی ایشاں صائب و ہمہ وقت مقبول ما است"(40)

(فرماتے تھے کہ تمام کاروبار میں میرے مزاج کے مطابق میرے فرزند ''میاں حضرت'' کی رائے اور مرضی میرے نزدیک مسلم ہے۔ ہر جواب طلب بات کے سلسلے میں ان سے سوال کرو ان کی رائے میرے نزدیک ہمیشہ مقبول ہے)

خواجہ معصومؒ کو آخری عمر میں سارے جسم میں درد نے گھیر لیا تھا لیکن جب آپؒ ان کے پاس قرأت کرتے تو ان کے درد میں کمی ہو جاتی تھی۔ خود فرماتے تھے کہ انھوں (مروج الشریعت) نے قرآن مجید کے سمندر میں ایسی شناوری کی ہے کہ اس کی تلاوت کے دوران مجھے درد کا مطلق احساس ہی نہیں رہتا۔ صرف چوالیس یا پینتالیس سال عمر پائی اور اپنے والد گرامی کے بعد صرف چار سال اور دس دن زندہ رہے۔ آپؒ کو تپ دق کا مرض ہوا تو عالمگیر کے اشتیاق اور اس پیہم اصرار کی بناپر شاہجہاں آباد (دہلی) تشریف لے گئے کہ وہاں بہتر علاج کی سہولیات اور ادویات میسر ہیں۔ قلعہ معلی میں قیام فرمایا۔ بادشاہ نے آپؒ کا بہترین علاج کروایا اور ساتھ آپؒ سے فیض بھی حاصل کیا۔ اسی زمانے میں شاہی خاندان کے کئی افراد، ارکان سلطنت اور شہر کے کثیر عوام اور خواص آپؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں آپؒ کے حلقہ میں ہزاروں لوگ شامل ہوتے تھے۔

بہت علاج کے باوجود جب افاقہ نہ ہوا تو آپؒ سرہند واپس ہوئے۔ سرہند پہنچنے سے پہلے سنبھالکہ میں بروز جمعہ ۱۹۔ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء کو وفات پائی۔ وہاں سے آپ کو سرہند لاکر قبہ خواجہ محمد معصومؒ میں دفن کیا گیا۔ آپؒ کی اولاد میں پانچ بیٹے ۱۔عبدالرحمٰن، ۲۔عبدالرحیم، ۳۔ شیخ محمد ہادی، ۴۔ شیخ محمد پارسا، ۵۔ شیخ محمد سالم۔ اور تین بیٹیاں ۱۔ فضل النساء، ۲۔ حسن النساء اور ۳۔ شائستہ بیگم تھیں۔

تصانیف: آپؒ کی تصانیف میں یواقیت الحرمین اور مکتوبات شامل ہیں۔

☆**یواقیت الحرمین:** آپؒ نے والد بزرگوار کے ساتھ ۱۰۶۸ھ میں حج کیا۔ اس سفر میں جو عجیب و غریب واقعات پیش آئے اور جو علوم معارف وارد ہوئے۔ آپؒ نے اہل عرب کے اصرار پر ان سب واقعات کو "یواقیت الحرمین" کے نام سے مرتب کیا۔ یہ کتاب عربی زبان میں تھی۔ اسی کا ایک نام "یاقوت عربی" بھی ہے۔ پھر آپؒ کے حکم پر مولانا بدرالدین سرہندیؒ کے صاحبزادے ملا محمد شاکرؒ نے اس کتاب کا فارسی ترجمہ کیا اور اس کا نام "حسنات الحرمین" رکھا افسوس کہ اب "یواقیت الحرمین" نایاب ہے۔ اس کا اردو ترجمہ مولانا زروار حسین شاہ نے "انوار معصومیہ" میں شامل کیا ہے۔ "انوار معصومیہ" پہلی بار کراچی سے ۱۹۸۰ء میں شائع ہوئی۔

☆**مکتوبات معصومیه:** آپؒ نے اپنے والد گرامیؒ کے مکاتیب کا پہلا دفتر بھی جمع کیا۔ جس کے تاریخی نام ''جمع کمالات نبوت'' (۱۰۶۳ھ) اور ''درۃ التاج'' (۱۰۶۳ھ) ہیں۔ اس جلد میں دو سو انتالیس (۲۳۹) مکتوبات ہیں۔

☆**رسالہ درعدم تعمیل کفار** : یہ رسالہ آپؒ نے بادشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ کو بھیجا تھا۔ اس کا ذکر آپؒ نے اپنے مکتوب (خزینۃ المعارف، ۱۲۲/۹۵) میں کیا ہے کہ :

''رسالہ در عدم تعمیل کفار نوشتہ بطریق تحفہ بحضور عالی فرستاد امید کہ بہ تمام نظر مبارک در آید'' (41)

یہ رسالہ بھی آپ کے بیٹے تاج الدین ابوالحسن محمد ہادیؒ (م ۱۱۲۱ھ) نے آپؒ کے وصال کے بعد مرتب کیا تھا اور یہ تصریح کی تھی کہ یہ رسالہ حضرت مروج الشریعتؒ کا ہے۔

☆**رسالہ دررد امام فخر الدین رازی:** امام ہمامؒ نے فقہ حنفی کی تائید میں ایک رسالہ لکھا تھا۔ حضرت فخر الدین رازیؒ نے اس رسالہ کا رد لکھا تھا۔ آپؒ نے اس رسالہ میں رازیؒ کے رسالہ کا رد کیا تھا۔

☆**خزینة المعارف (مجموعہ مکاتیب):** اس مجموعہ کو آپؒ کے بیٹے تاج الدین ابوالحسن محمد ہادیؒ (م ۱۱۲۱ھ) نے آپؒ کے وصال کے بعد مرتب کیا۔ اس مجموعہ میں ایک سو چھپن (۱۵۶) مکتوبات ہیں۔ خزینۃ المعارف میں خواجہ معصومؒ کے معارف و مناقب کے علاوہ ان کے خلفاؑ کے احوال بھی بکثرت درج ہیں جن میں سے اکثر احوال خود خواجہ معصومؒ کی روایت سے بیان کیے گئے ہیں۔ مجموعہ کے مکتوب الیہم میں آپؒ کے والد گرامی، بھائی، صاحبزادے، بادشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ، امراء، علماء اور مریدین شامل ہیں۔ والد گرامی کے نام اس مجموعہ میں پہلے دو مکاتیب ہیں۔ عالمگیرؒ کے نام نو مکاتیب ہیں۔ یہ مکاتیب فارسی، عربی آمیز فارسی اور خالص عربی زبان میں ہیں۔ دوسرے اکابرین کے مکاتیب کی طرح آپؒ کے مکتوبات میں بھی جگہ جگہ عربی اور فارسی کے اشعار پائے جاتے ہیں۔

خزینۃ المعارف خواجہ محمد معصومؒ کے سوانحی مواد میں اول درجے کا ماخذ قرار دیا جاتا ہے۔ خزینۃ المعارف کا ایک قلمی نسخہ خانقاہ مجددیہ قلعہ جواد، کابل، افغانستان میں موجود تھا۔ اسی نسخہ کی بنیاد پر ڈاکٹر غلام مصطفی خان نے اس کا متن مرتب کیا اور ۱۹۷۳ء میں اسے کراچی سے شائع کیا تھا۔ (42) ڈاکٹر غلام مصطفی خان

کے مطابق ''خزینۃ المعارف ''اس مجموعہ کا تاریخی نام ہے جس سے اس کا سال ترتیب ۱۰۹۴ھ برآمد ہوتا ہے۔(43)

شیخ عبدالاحد وحدتؒ

شیخ عبدالاحد وحدتؒ خواجہ محمد سعید کے پانچویں بیٹے تھے۔ سرہند میں ۱۰۵۱ھ /۱۶۴۰ء کو پیدا ہوئے۔تھے۔رخساروں کی شگفتگی وجہ سے والد گرامی نے آپؒ کو ''گل''کہہ کر پکارا۔اس نام کی اتنی شہرت ہوئی کہ عوام آپؒ کو گل صاحب کے علاوہ اور نام سے نہیں جانتے تھے۔یہاں تک کہ اکثر حضرات احمدیہ مجددیہ بھی آپؒ کو گل صاحب ہی کہتے تھے۔(44) آپؒ نے مدرسہ مجددیہ سرہند کے نامور مدرس اور عالم اخوند عبدالحق سجاول سرہندی (45) کے علاوہ اپنے والد گرامیؒ اور دیگر اساتذہ سے علم حاصل کیا۔حصول علم کے دوران آپؒ نے اپنے والد گرامی کی خدمت میں کسبِ سلوک کا آغاز کر دیا تھااور پھر والد بزرگوار کی خلافت سے سرفراز ہوئے۔والد گرامی کے اسرارِ باطنی سے بخوبی واقف تھے۔والد کی وفات پر اپنے چچا خواجہ محمد معصومؒ کے دامن سے وابستہ ہو گئے اور ان کے بیٹوں کے ساتھ '' محمدی المشرب''ہونے کی بشارت پائی۔ خواجہ محمد معصومؒ کے انتقال (۱۰۷۹ھ) کے بعد ۱۰۸۷ھ میں ان کے بیٹے اور جانشین خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ (م ۱۱۱۵ھ) سے منسلک ہوئے۔(46) ان دونوں حضرات میں گہرے روابط رہے۔انہی ایام میں آپؒ نے ''منصبِ قیومیت'' کے حجۃ اللہ نقشبند ثانیؒ کی طرف منتقل ہونے کے اثبات میں ایک رسالہ تالیف کیا۔

تین مرتبہ حج کی سعادت حاصل ہوئی۔حرمین شریفین کی طرف پہلا سفر آپؒ نے اپنے والد و چچا کے ہمراہ ۱۰۶۷ھ-۱۰۶۸ھ میں سترہ سال کی عمر میں کیا۔اسی سفر کے دوران آپؒ نے عربی میں اپنے والد کی سوانح ''لطائف المدینہ '' کے نام سے تالیف کی تھی۔آخری دو حج آپ نے حضرت حجۃ اللہؒ کے ساتھ کئے تھے۔اسفارِ حج کے علاوہ بھی آپؒ کے طویل سفروں کے تذکرے ملتے ہیں مثلاً کئی بار کشمیر جانا، کابل جانا اور پھر اورنگ زیب عالمگیرؒ کے کہنے پر مہمات دکن کے دوران بادشاہ کے ساتھ سالوں لشکر میں قیام کا ذکر آپؒ کے کئی مکاتیب میں ملتا ہے۔

آپؒ کو کشف کے ذریعے سکھوں کے ہاتھوں سرہند کی تباہی علم ہو گیا تھا۔(47) اس لیے آپؒ نے ۱۱۲۱ھ /۱۷۰۹ء کو ترک وطن کر کے دہلی میں آکر کوٹلہ فیروز میں سکونت اختیار کرلی۔آپؒ فارسی اور

ریختہ (اردو) دونوں زبانوں کے شاعر تھے۔ بارہویں صدی ہجری میں لکھے جانے والے شعراء کے اکثر تذکروں میں آپ کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ فارسی میں آپ کا تخلص وحدت اور ریختہ میں گل تھا۔ خواجہ محمد معصوم بھی حضرت وحدت کی فصاحت کے معترف تھے۔ انھوں نے اپنے دو مکتوبات میں اس کا ذکر کیا ہے اور آپ کے اشعار کو ''رنگین قرار دیا ہے۔(48) فارسی کے علاوہ آپ ریختہ میں بھی شعر کہتے تھے۔ مگر ابھی آپ کی صرف ایک اردو (ریختہ) غزل دستیاب ہو سکی ہے۔ جس میں دنیا کے فانی ہونے، اس میں دل نہ لگانے اور آخرت کے لیے تیاری کرنے کے مضامین کو بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

ذرا تو سوچ اے غافل کیا دم کا ٹھکانا ہے
نکل ہی جب گیا تن سوں تو پھر اپنا بگانا ہے
مسافر توں ہے اور دنیا سرائے، بھول مت غافل
سفر ملکِ عدم آخر تجھے در پیش آنا ہے
لگاتا ہے عبث دولت پہ کیوں دل کوں کہ اب ناحق
نا جاوے سنگ کچھ ہر گز، یہاں سب چھوڑ جانا ہے
نہ بھائی بند ہے کوئی، نہ یار و آشنا کوئی
ٹک اک جو غور سے دیکھو تو مطلب کا زمانہ ہے
لگاؤ یاد میں اس کی نجات اپنی اگر چاہے
عبث دنیا کے دھندے میں ہوا گل کیوں دِوانا ہے(49)

وسیلۃ القبول میں کئی مکاتیب آپ کے نام ملتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے ''انفاس العارفین'' میں کئی جگہ آپ کا ذکر کیا ہے اور آپ کے بعض مکاتیب بھی اس میں درج کئے ہیں۔ ان کے والد شاہ عبدالرحیم اور چچا شیخ ابو رضا محمد کی آپ کے پاس کافی آمد و رفت تھی۔ خصوصاً شاہ عبدالرحیم سے آپ کی گہری دوستی تھی۔ ان کے ایک دوسرے کے نام کئی خطوط ملتے ہیں آپ کے مشہور خلیفہ شیخ سعداللہ گلشن دہلوی (50) ہیں۔ انھوں نے اپنے مرشد کے عرف شاہ گل کی مناسبت سے اپنا تخلص ''گلشن'' رکھا۔ آدم الشعرائے اردو ولی

دکنی انہی شاہ گلشن کا شاگرد تھااور ولی نے شاہ گلشن ہی کے ایما پر اپنا دیوان (ریختہ) فارسی دواوین کی طرز پر مرتب کیا تھا۔اس وقت سے اردو شاعری فارسی کے نقش قدم پر چلی اور آہستہ آہستہ زبان فارسی کی جانشین ہوئی([51])۔

آپؒ اپنے والد گرامیؒ کے وصال کے بعد پورے چھپن(۵۶) سال ان کی مسند ارشاد پر فائز رہے۔آپؒ" ضعف خون کشیدن" اور "حبس بول" کے امراض میں مبتلا ہوئے۔بادشاہ فرخ سیر نے شاہی طبیبوں سے بہت علاج کروایا لیکن افاقہ نہیں ہوا۔۷۷ سال کی عمر میں جمعۃ المبارک ۲۷-ذوالحجہ ۱۱۲۶ھ/۱۷۱۴ء کو دہلی میں وصال ہوا۔قیوم رابع خواجہ محمد زبیر کو اطلاع ملی تو انہوں نے کہا "گل بجنت رسید" آپؒ کی نماز جنازہ دہلی میں ہوئی۔پھر سرہندلے جاکر وہاں کی مسجد کلاں کے ایک حجرہ میں دفن کیا گیا۔آپؒ کا مزار خانقاہ حضرت مجدد میں حوض کے قریب جنوب کی جانب ہے۔آپؒ کی اولاد میں چار بیٹے ۱-محمد ابو حنیف،۲-محمد جواد،۳-

محمد نقی،۴-نور الحق تھے(جو سب کے سب درجہ کمال تک پہنچے)اور تین بیٹیاں ۱-حدیقہ بی بی،۲-عطر گل،۳-آفتاب خانم تھیں۔

تصانیف: آپؒ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔آپؒ کے مرید و خلیفہ شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیریؒ([52]) نے آپؒ کی تالیفات کی تعداد تیس بتائی ہے مگر مقامات معصومی اور دیگر تذکارِ صوفیہ میں آپؒ کی تقریباً پچاس(۵۰) کتب کے نام ملتے ہیں۔محمد اقبال مجددی نے لطائف المدینہ کے مقدمہ میں اور تذکرہ علماء و مشائخ میں خواجہ عبدالاحدؒ کے تذکرے میں ان کی کتب کا تفصیلی تعارف کروایا ہے۔([53])

۱-اسرار الجمعہ ۲-اسرار الفقر ۳-برہان جلی ۴-رسالہ در اثبات قیومیت ۵-بیاض ۶-بدائع الشرائع ۷-توبہ نامہ ۸-الجنات الثمانیہ ۹-جنود اللہ ۱۰-حاشیہ بر بعضی اقوال بیضاوی ۱۱-خزائن المودّہ ۱۲-خزائن النبوۃ ۱۳-خیابان وحدت ۱۴-خیر الکلام ۱۵-الدر فی علم قرأت بسال(ت ۱۱۰۶ھ) ۱۶-رسالہ در احوال حضرت مجدد ۱۷-رسالہ در شرح بیت مثنوی ۱۸-رسالہ منع رفع سبابہ ۱۹-رسالہ در بیان لطائف خمسہ و اصل آنہا ۲۰-رسالہ رد مخالفین حضرت مجدد ۲۱-رسالہ تصوف ۲۲-سبیل الرشاد ۲۳-سلسلۃ الجواہر در شرح چہل حدیث ۲۴-شرح کلمات قدسی آیات مکاتیب حضرت مجدد ۲۵

-شرح کلمہ تسبیح ۲۶-شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ ۲۷-شواہد التجدید ۲۸-صحائف تسعہ ۲۹-فیض العام ۳۰-قرۃ القارئین ۳۱-قصص بر حق ۳۲-چہار چمن ۳۳-کحل الجواہر ۳۴-لطائف المدینہ ۳۵-لطائف ۳۶-مجمع البحرین ۳۷-مناجات کبیر ۳۸-مناجات صغیر ۳۹-منثور الدرر فی فضائل السّور ۴۰-مثنوی ۴۱-نشر العطر ۴۲-شرح کلمہ تہلیل ۴۳-گلزار وحدت ۴۴-نواقض الروافض ۴۵-خرمنِ گل ۴۶-رسالہ شقائق ۴۷-دیوانِ وحدت ۴۸ -
سہ رسالۂ وحدت ۴۹-رسالہ فی قرأۃ النبی المختار ﷺ واصحابہ الکبار۔

۵۰-گلشنِ وحدت: حضرت عبدالاحد وحدت کے مکتوبات کا مجموعہ ہے۔اسے آپ کے مرید و خلیفہ، عالم اور مصنف شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری، نے جمع کیا۔اس مجموعہ میں ایک سوانیس (۱۱۹) مکتوبات ہیں۔زیادہ تر مکتوبات جامع کے نام ہیں۔آپؒ کے مجموعہ مکتوبات میں اس زمانے کے متعلق اہم مواد شامل ہے۔اس کے علاوہ خود آپؒ کے سوانحی اشارات سے پُر ہیں۔آپؒ کے آخری دو حج جو آپؒ نے حجۃ اللہ نقشبند ثانیؒ کے ہمراہ کئے ان کی تفصیلات بھی پہلی مرتبہ اسی مجموعے سے معلوم ہوتی ہیں۔جامع مکتوبات کے احوال کے سلسلے میں بھی اسے بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔شہزادی زیب النساء کے نام دو مکتوب (۴۷-۴۴) ہیں۔بادشاہ فرخ سیر (۱۱۲۴ھ-۱۱۳۱ھ)(54) کے نام ایک مکتوب ہے جس سے علم ہوتا ہے کہ وہ آپؒ سے باقاعدہ نقشبندی طریقے میں تربیت حاصل کر رہا تھا۔کشمیر کے صوبہ دار سیف خان(55) کے نام مکتوب ہے۔آپؒ کے مکتوبات میں قرآن کریم کی آیات، احادیث مبارکہ اور عربی زبان میں بزرگوں کے اقوال کا استعمال یوں ہے کہ عبارت میں نصف کے قریب عربی لکھی ہے۔حسب ضرورت فارسی اشعار بھی تحریر کو جامع اور خوبصورت بناتے ہیں۔مگر ان کا استعمال بہت زیادہ نہیں ہے۔گلشن وحدت کا فارسی متن مولانا عبداللہ جان فاروقی نے مرتب کیا۔پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفی خان کی نظر ثانی و تقدیم کے ساتھ یہ مجموعہ ادارہ مجددیہ کراچی سے ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا

حواشی و حوالہ جات

1 ۔ کشمی، محمد ہاشم (م ۱۰۵۷ھ) **برکات احمدیہ (زبدۃ المقامات)**۔ کان پور: مطبع نول کشور۔ ۱۳۰۴ھ۔ ص ۳۰۹۔

2۔ سرہندی، بدر الدین۔ **حضرات القدس**۔ ۲/ ۲۵۲۔

3 ۔ سرہندی، محمد معصوم (خواجہ)۔ **مکتوبات خواجہ محمد معصومؒ**۔ کراچی: سول اینڈ ملٹری پریس لمیٹڈ۔ ن-س۔ دفتر سوم، ۳/ ۱۳-۱۵۔

4 ۔ سرہندی، بدر الدین۔ **حضرات القدس**۔ ۲/ ۲۵۳-۲۵۴۔

5 ۔ سنبھالکہ، اب شمالی بھارت کے موجودہ صوبہ ہریانہ کے ضلع پانی پت کی ایک تحصیل ہے۔ اسے اب سما لکھا کہا جاتا ہے۔

6 ۔ آپؒ کی تاریخ وفات میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے اکثر تذکرہ نگاروں نے ۱۰۷۰ھ/ ۱۶۶۰ء ذکر کی ہے جبکہ محمد اقبال مجددی صاحب نے تذکرہ علمائے پاکستان وہند میں آپؒ کے تذکرہ میں ۱۰۷۱ھ/ ۱۶۶۱ء ذکر کی ہے۔

7۔ کشمی، محمد ہاشم۔ **زبدۃ المقامات**۔ ص ۴۱۶۔

8۔ سرہندی، بدر الدین۔ **حضرات القدس**۔ ۲/ ۲۵۳۔

9۔ کشمی، محمد ہاشم۔ **زبدۃ المقامات**۔ ص ۴۱۷۔

10 ۔ مگر محمد اقبال مجددی نے ''لطائف المدینہ '' کے مقدمہ میں ''تحقیقات'' کو محمد مراد ٹنگ کشمیری کی مرتب کتاب قرار دیا ہے۔

دیکھیں: وحدت، عبد الاحد سرہندی (م ۱۱۲۶)۔ لطائف المدینہ ۔ لاہور: حوزۂ نقشبندیہ۔ ۲۰۰۴ء۔ ص ۶۲ -۶۳۔

11 ۔ معصومی، میر صفر احمد۔ **مقامات معصومی**۔ ۳/ ۵۲۔

12۔ امعصومی، میر صفر احمد۔ **مقامات معصومی**۔ ص ۶۱۔

13۔ کشمی، محمد ہاشم۔ **زبدۃ المقامات**۔ ص ۴۲۷-۴۳۵۔

14۔ رود کوثر۔ ص ۳۳۶۔ **اردو دائرہ معارف اسلامیہ**۔ ۵۲۵/۱۹۔

15 ۔ میر صفر احمد رومی (م ۱۰۳۸ھ/ ۱۶۲۸ء) صحیح النسب سادات سے تھے اور امام ربانیؒ کے خلیفہ تھے۔ اس سے پہلے ان کے والد میر رمضان رومی نے بھی امام ربانی سے بیعت تھے۔ میر رمضان روم سے ہندوستان تشریف لائے اور لاہور میں سکونت اختیار کی۔ میر صفر احمد رومی کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔

16 ۔ معصومی، میر صفر احمد۔ **مقامات معصومی**، ۳/ ۴۲۳۔

17۔ ایضاً، ۱/ ۲۵۱۔

18 ۔ ایضاً، ۱/ ۲۶۲-۲۶۳۔

19 ۔ شیخ محمد امین بدخشی ثم مکی خواجہ معصومؒ اور شیخ آدم بنوریؒ کے خلیفہ تھے۔ متعدد کتب کے مصنف اور شیخ آدم بنوریؒ کے سوانح نگار تھے۔ ۱۰۲۰ھ/۱۶۱۱ء میں پیدا ہوئے۔ انہیں خواجہ باقی باللہؒ اور حضرت مجددؒ کے تقریباً چالیس خلفاء کی صحبت میسر آئی۔ ۱۰۵۱ھ میں شیخ آدم بنوریؒ کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئے اور پھر وہیں قیام کیا۔ خود ان کی وضاحت ملتی ہے کہ میں پچاس سال سے حرمین الشریفین میں مقیم ہوں۔ وہاں سے مصر تشریف لے گئے اور وہیں وفات پائی، سن وصال نہیں ملتا۔ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔" تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند" میں ان کی چوبیس کتب کے نام شامل ہیں۔ مجددی، محمد اقبال۔ تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند۔ ۸۵۱/۲-۸۵۴۔

20۔ ایضاً، ۱۔ ۲۵۲۔

21۔ معصومی، صفر احمد، میر۔ **مقامات معصومی**۔ لاہور: ضیاالقرآن پبلیکیشنز۔ ۱۳۹/۳۔

22۔ ایضاً، ۲۴۹/۱۔

23۔ حاجی محمد عاشور بخاری (م ۱۱۰۷ھ) حسینی سید تھے اور ماوراانہر سے تعلق تھا۔ دہلی میں وفات پائی وہیں مدفون ہوئے۔ خواجہ معصوم نے ان کو چار مکتوب لکھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: معصومی، صفر احمد۔ مقامات معصومی ۴۱۱/۴۔

24۔ ایضاً، ۲۵۰/۱-۲۵۳۔

25 ۔ آپؒ کی پیدائش کے مہینے میں تذکرہ نگاروں کا اختلاف ہے۔ اکثر نے رمضان جبکہ صاحب مقامات معصومی نے ذیقعد لکھا ہے۔

26 ۔ معصومی، صفر احمد۔ **مقامات معصومی**۔ ۲۹۱/۳۔

27 ۔ ملا بدرالدین سلطان پوری (۱۰۸۱ھ/۱۶۷۰ء) خواجہ معصومؒ کے خلیفہ تھے۔ خواجہ معصوم کے تمام صاحبزادوں نے ان سے علم حاصل کیا۔ خواجہ معصوم کے سفر حج میں ساتھ تھے۔ مگر پھر وہیں اقامت پذیر ہو گئے۔ سات سال بعد ۱۰۷۵ھ میں واپس آئے۔ علم میں رسوخ کے باوجود اگر کوئی سوال کرتا یا کوئی مسئلہ دریافت کرتا کہ بظاہر اس کا جواب بڑی آسانی سے کوئی متوسط درجہ کا طالب علم بھی دے سکتا تھا۔ مگر ملا بدرالدین کتاب دیکھے بغیر مطلق جواب نہ دیتے تھے۔ حین حیات ہی انہیں " جامع العلوم " کہا جانے لگا تھا۔ توکل اور برداشت میں بہت بڑھ کر تھے۔ چار یا پانچ باکمال اور عالم فرزند تھے۔ جن میں مولانا نجم الدین جمیع کمالات سے آراستہ اور اپنے والد گرامی کے قائم مقام تھے۔

28 ۔ معصومی، محمد احسان۔ **روضۃ القیومیہ**۔ لاہور: اللہ والے کی قومی دوکان۔ رکن دوم، ص ۱۳؛ مقامات معصومی۔ ۲۹۲/۳۔

29 ۔ دیکھیں: محمد، عماد الدین۔ **وسیلۃ القبول**۔ (پیش لفظ از جناب عبداللہ جان فاروقی نقشبندی) حصہ دوم، ص ۱۴۷-۱۴۸۔

30 ۔رانجھا، محمد نذیر۔**تاریخ وتذکرہ سرہند شریف**۔لاہور:جمعیۃ پبلی کیشنز۔۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء۔ص،۶۴۴-۶۴۵۔

31 ۔دیکھیں:محمد،عمادالدین۔**وسیلۃ القبول**۔ص۱۴۷-۱۴۸۔

32 ۔رانجھا، محمد نذیر۔**تاریخ وتذکرہ سرہند شریف**۔ص،۶۴۴-۶۴۵۔

33 ۔دیکھیں: مجموعہ مکاتیب حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ، **وسیلۃ القبول الی اللہ والی الرسول**۔مکتوبات بنام اورنگ زیب عالم گیرؒ،حصہ اول مکاتیب نمبر (۱۶،۱۹،۲۰،۲۹،۳۰،۳۲،۳۳،۳۷،۳۸،۵۵،۵۸،۷۱،۹۲،۹۴،۱۰۶) اور حصہ دوم مکاتیب نمبر(۲۳،۳۹،۴۸،۵۶)

34۔یہ نکاح یوں ہوا کہ آپؒ کے سسر سید میر عبداللہؒ نے خواب میں آپؒ کی زیارت کی اور پھر زیارت کے شوق میں مغلوب ہو کر آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان دنوں آپؒ پشاور میں تشریف فرما تھے۔ سید میر عبداللہؒ نے آتے ہی پہلے آپؒ سے بیعت کی اور پھر اپنی صاحبزادی آپؒ کے عقد میں دے دی ۔ دیکھیں : رانجھا، محمد نذیر۔تاریخ و تذکرہ سرہند شریف ۔ص ۶۴۵؛شاہ،زوار حسین (سید)۔انوار معصومیہ۔کراچی ادارہ مجددیہ۔۱۴۰۶ھ/۱۹۸۵ء۔ص،۱۳۰۔

35 ۔آپؒ کی تاریخ وفات میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔صاحب ''روضۃ القیومیہ '' کے مطابق آپؒ کی وفات شب جمعہ ۲۹-محرم ۱۱۱۴ھ/۱۴ جون ۱۷۰۲ء کو، جبکہ صاحب ''مقامات معصومی '' کے مطابق آپؒ کی وفات ۹-محرم ۱۱۱۵ھ/۱۴ مئی-۱۷۰۳ء لکھی ہے۔واللہ اعلم۔

36۔شاہ،زوار حسین (سید)۔**انوار معصومیہ**۔ص،۱۴۰۔

37۔معصومی،صفر احمد۔**مقامات معصومی**۔۲۹۵/۱-۲۹۶۔

38 ۔آپؒ کی تاریخ پیدائش میں بھی صاحب ''روضۃ القیومیہ '' اور صاحب ''مقامات معصومی'' کا اختلاف ہے۔اول الذکر کے مطابق آپؒ ۲۱ –شعبان ۱۰۳۷ھ کو پیدا ہوئے اور پھر بعد کے تذکرہ نگاروں نے اسی تاریخ کو لیا ہے، جبکہ موخر الذکر کے مطابق آپؒ رجب المرجب-۱۰۳۸ھ کو پیدا ہوئے۔ معصومی،صفر احمد۔ مقامات معصومی۔۳/۳۱۱۔

39 ۔معصومی،صفر احمد۔**مقامات معصومی**۔۳/۳۱۲۔

40 ۔ایضاً۔۳/۳۱۵۔

41 ۔مروج الشریعت، محمد عبیداللہ (م ۱۰۸۳ھ)۔**خزینۃ المعارف**۔کراچی: ناشر عبدالغفار میمن۔ ۱۳۹۳ھ۔۹۵/۱۲۲۔

42۔معصومی،صفر احمد۔**مقامات معصومی**۔۱/۲۹۔

43۔دیکھیں: مروج الشریعت، محمد عبیداللہ (م ۱۰۸۳ھ)۔**خزینۃ المعارف**۔

44 ۔معصومی،صفر احمد۔**مقامات معصومی**۔ ،۳/۴۰۹۔

45 ۔اخوند عبدالحق سجاول، خواجہ محمد معصومؒ کے اکابر اصحاب میں سے تھے۔حضرت خواجہ کے حکم پر اخوند سجاول نے ۱۰۷۶ھ میں شرح وقایہ (عربی) کا فارسی ترجمہ ''مسائلِ شرح وقایہ'' کیا تھا۔یہ دونوں کتب مدرسہ سرہند کے نصاب میں شامل تھیں۔اس کے علاوہ انھوں نے '' شرح ہدایہ'' اور علم فقہ پر کتاب ''مسائل ضروریہ''لکھی تھیں۔وصال کے بعد خواجہ محمد معصومؒ کو غسل دینے کی سعادت بھی انہی کو نصیب ہوئی تھی۔دیکھیں: معصومی، صفر احمد۔مقامات معصومی۔۳۸۸/۴-۳۹۱۔

46 ۔مجددی، کمال الدین محمد احسان۔**روضۃ القیومیہ**۔۲۹/۳-۳۰۔

47 ۔حضرت وحدت کی ہجرت کے چند ماہ بعد ہی ۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء میں سکھوں نے بندہ سنگھ کی قیادت میں سرہند پر حملہ کر کے مسلم آبادی کو نشانہ بنایا۔سکھوں کے حملے سرہند پر جاری رہے۔انھوں نے ۱۷۵۴ء کو دوسرا حملہ کیا،۱۷۵۸ء کو مرہٹوں کے ساتھ مل کر تیسرا اور پھر ۱۷۶۴ء میں ایسا حملہ کیا کہ سرہند کو بالکل ہی تباہ کر دیا۔آبادی کا نام ونشام تک مٹ گیا۔اہل سرہند جہاں پناہ ملی چلے گئے۔بہت سے پٹیالہ میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔وہاں ان کی الگ بستی تھی جس کے مقیم سرہندی کہلاتے تھے۔ معصومی، صفر احمد۔مقامات معصومی۔ ۲۳۹/۱-۲۴۵۔

48 ۔سرہندی، محمد معصوم (خواجہ)۔**مکتوبات معصومیہ**۔دفتر سوم،۲۰۵/ ۲۵۰۔

49 ۔بحوالہ: مجددی، محمد اقبال۔**تذکرہ علماء ومشائخ پاکستان وہند**۔۸۷۱/۲۔یہ غزل محمد اکرام چغتائی کو میر محمد مائل دہلوی کے تاریخی قطعہ سے ملی۔جو انہیں مرکزی کتب خانہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں محفوظ ایک خطی بیاض سے ملا تھا۔انہوں نے اس پر مقالہ ''مائل دہلوی کا ایک اہم تاریخی قطعہ لکھا جو ''فنون'' دسمبر ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا۔

50 ۔شیخ سعد اللہ (۱۰۷۵ھ-۱۱۴۰ھ/۱۶۶۵ء-۱۷۲۷ء) فارسی کے مشہور شاعر ہیں۔خواجہ عبدالاحدؒ کے مرید اور شاگرد تھے۔ان کے عرف '' شاہ گل'' کی نسبت سے اپنا تخلص گلشن رکھا تھا۔صاحب دیوان شاعر تھے۔خاص شہرت کے مالک تھے۔ولی دکنی کے استاد تھے۔

51۔ محمد اکرام، شیخ۔**رود کوثر**۔ص ۶۴۳۔

52 ۔شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری (م ۱۱۲۴ھ/۱۷۱۲ء) سلسلہ مجددیہ کے ایک نامور سوانح نگار ہیں۔انھوں نے اس سلسلہ کی تاریخ پر کئی قابل قدر کتب تحریر کیں،ان میں سے ''حسنات المقربین'' اور ''تحفۃ الفقراٗ'' اہم ہیں۔

53۔ لطائف المدینہ۔ص ۴۵-۶۴۔بہ**تذکرہ علماء ومشائخ پاکستان وہند**۔۸۷۳/۲-۸۹۴۔

54 ۔ابو مظفر معین الدین محمد شاہ فرخ سیر (عالم اکبر ثانی)،۲۰ –اگست ۱۶۸۵ء کو اورنگ آباد میں پیدا ہوا۔ مرزا عظیم الشان بہادر کا بیٹا تھا۔ ۱۱۲۴ھ/۱۷۱۳ء سے ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۹ء تک تقریباً چھ سال حکومت کی۔ ۳۳ –سال عمر پائی۔ مقبرہ ہمایوں، دہلی میں مدفون ہے۔

55 ۔سیف الدین محمود (م ۱۰۹۵ھ/۱۶۸۴ء) تربیت خان بخشی شاہجہانی (م ۱۰۹۰ھ/۱۶۸۰ء) کا بیٹا تھا۔ شاہجہان کا مقرب رہا۔ عالمگیرؒ سے وفاداری کی بناپر ''سیف خان '' کا خطاب ملا۔ پہلے کشمیر اور پھر الہ آباد کا صوبہ دار رہا۔ شاعر اور فن موسیقی کا ماہر تھا۔ موسیقی کے فن پر ایک رسالہ ''راگ درپن '' لکھا جو اضافے کے ساتھ ہندی کتاب ''مانک سوہل'' کا فارسی ترجمہ تھا۔ سرہند کے قریب سیف آباد بسایا اور اسے اپنا وطن قرار دیا۔ وہیں مدفن ہے۔ حضرت وحدتؒ کا اس کے نام ایک مکتوب (۵۰) ہے۔